رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۹ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۹

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۵۹ | مورخہ یکم فروری ۱۹۲۳ء | مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت دو تین روز اچھی رہی مگر کل (۲۹) سر درد کا دورہ پھر ہو گیا۔ جس کی وجہ سے نماز عشاء میں تشریف نہیں لا سکے۔ آج سر درد تو نہیں ہے۔ مگر بیچینی کی شکایت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت بخشے۔ احباب دعا کرتے رہیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طبیعت علیل ہے۔ اعصابی درد کے دورے اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں۔

ڈپٹی انسپکٹر جنرل ... ... [illegible]

تبلیغ میں کامیابی کا طریق

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس پرچہ میں دوسری جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ نہایت اہم اور ضروری خطبہ جمعہ درج کیا گیا ہے جو حضور نے گذشتہ جمعہ (۲۶ جنوری) کو فرمایا۔ اور جس میں حضور نے اپنی جماعت کو تبلیغ احمدیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ امید ہے ہر ایک احمدی حضور کے ارشاد کی تعمیل میں پورے جوش و سرگرمی سے حصہ لیگا۔ اور اپنی طرف سے احمدیت کی اشاعت میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا۔ اس موقعہ پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند کلمات طیبات سے احباب کرام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ جن میں حضور نے تبلیغ میں کامیاب ہونے کا گر ارشاد فرمایا ہے۔ اگر احباب ان کلمات کے مطابق اپنے آپ کو بنا کر تبلیغ میں مصروف ہونگے۔ تو ضرور کامیابی حاصل کرینگے۔ اور ان مبارک ایام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ جن کی طرف

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اشارہ فرمایا ہے:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جب خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مامور کرکے بھیجتا ہے۔ تو اسوقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ان کی باتوں پر توجہ کرتے اور کان دھرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اُسے پورے غور سے سنتے ہیں۔ یہ فریق وہ ہوتا ہے۔ جو فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور سچی نیکی اور اس کے برکات و ثمرات کو پالیتا ہے۔ دوسرا فریق وہ ہوتا ہے۔ جو ان باتوں کو توجہ اور غور سے سننا تو ایک طرف رہا۔ ان پر ہنسی کرتے۔ اور ان کو دکھ دینے کے لئے منصوبے سوچتے اور کوششیں کرتے ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے۔ تو اسوقت بھی اسی قاعدہ کے موافق دو فریق تھے۔ ایک وہ جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو سنا اور پورے غور سے سنا۔ اور پھر آپ کی باتوں سے ایسے متاثر ہوئے۔ اور آپ پر ایسے فدا ہوئے۔ کہ والدین اور اولاد اقربا اور اعزہ۔ غرض دنیا میں جو چیز انہیں عزیز ترین ہو سکتی تھی۔ اس پر آپ کے وجود کو مقدم کر لیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے۔ برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے موافق لطف اٹھاتے تھے مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتے اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے۔ اور ان سے الگ ہونے میں انہوں نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی۔ بلکہ راحت اور خوشی سمجھی۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی؟ جس نے ان لوگوں کو اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا۔ کہ وہ اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنے تمام دنیوی مشاغل اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع کرکے اور اپنی جانوں کو دیکر دکھا دیا۔ کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ جو ایک دنیادار انسان کے لئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپ نے ہی یتیمی میں پرورش پائی تھی۔ تو وہ اوروں کو کیا دکھا سکتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ بیشک آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا۔ اور ہرگز نہ تھا لیکن آپ کے پاس وہ زبردست چیزیں جو حقیقی اور اصلی موثر اور جاذب ہیں۔ تھیں۔ وہی انہوں نے پیش کیں۔ اور انہوں نے ہی دنیا کو آپ کی طرف کھینچا۔ وہ تھیں

حق اور کشش

یہ دو چیزیں ہی ہوتی ہیں۔ جن کو انبیاء علیہم السلام لیکر آتے ہیں۔ جب تک یہ دونو موجود نہ ہوں۔ انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اور نہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو۔ کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو۔ اس سے کیا فائدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں اور دنیا میں موجود ہیں کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور موثر ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں؟ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہوتا ہے۔ اور دل اس سے آشنا نہیں۔ اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پاس نہیں ہے۔ اسلئے وہ جو کہتا ہے۔ جس اوپرے دل سے کہتا ہے۔ اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

سچی کشش۔ حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اسوقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے۔ بلکہ اس پر عمل کرکے اس کے پختہ ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ جب تک انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے نہیں رکھتا اور سچے ایمان کے اثر اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا وہ ہرگز ہرگز موثر اور مفید نہیں ہوتے۔ وہ باتیں صرف بدبودار ہونٹوں سے نکلتی ہیں۔ جو دوسروں کے کان تک پہنچنے میں اور بھی بدبودار ہو جاتی ہیں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ یہ ظالم وسفاک حق کا یوں بھی خون کرتے ہیں۔ چونکہ اس کے برکات اور درخشاں ثمرات ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ اس لئے سننے والے محض خیالی اور فرضی باتیں سمجھکر انکی پروا بھی نہیں کرتے۔ اور یوں دوسروں کو محروم کر دیتے ہیں۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی اصلاح اور بہتری کا مدعی ہے۔ جب تک اپنے ساتھ حق اور کشش نہ رکھتا ہو۔ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور وہ لوگ جو توجہ اور غور سے اسکی بات کو نہیں سنتے۔ وہ ان سے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ جو کشش اور حق بھی رکھتے ہوں"۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

تقرر امیر

جماعت احمدیہ بمبئی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے حافظ سید محمد اسحٰق صاحب کو امیر مقرر فرمایا ہے۔ نصر اللہ خان۔ ناظر خاص۔ قادیان

پولٹیکل رہنما کے متعلق اعلان

بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ پولیٹیکل رہنما کے قادیان سے جاری ہونے پر جماعت کے افراد کو یہ دھوکا ہوا ہے۔ کہ وہ جماعت کا کوئی پرچہ ہے۔ اور اغراض جماعت کے ماتحت نکلا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے مرزا عبد الغنی صاحب نے پرچہ پولیٹیکل رہنما کے جاری کرنے کی خواہش کی۔ اور اس کے اغراض پیش کئے۔ چنانچہ ان اغراض کے مفید ہونے اور پولیٹیکل رہنما کا ان اغراض کی تکمیل کے لئے جاری ہونا مفید سمجھا گیا۔ اس سے زیادہ جماعت کا کوئی تعلق اس پرچہ سے نہیں ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

کوئی صاحب مدد فرمادیں

ایک صاحب محکمہ ریلوے کے مال گودام پر چوکیدارہ کی ملازمت کرتا ہے لیکن اس ملازمت میں اسے سالہا سال سے رات کی ڈیوٹی ادا کرنی پڑتی ہے جس سے انکی صحت پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ اور اکثر بیمار رہتا ہے۔ وہ اس ملازمت کو چھوڑکر اور ملازمت کا خواہاں ہے اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہے۔ بچوں کو قرآن شریف بھی پڑھا سکتے ہیں۔ عمر ۳۵ سال ہے۔ کوئی صاحب ان کے مناسب ملازمت کا انتظام فرماکر مدد فرمادیں۔ موجودہ ملازمت پر ان کو انیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

میں بفضل خدا احمدی ہوں

میری نسبت مشہور ہو گیا ہے کہ میں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۳ء کو وہ کارڈ ملے۔ جن پر گلاب الدین مرتد لکھا ہوا تھا۔ پڑھکر استغفار کیا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ میں خداوند کریم کے فضل و کرم سے اپریل ۱۹۰۶ء سے لیکر آج تک جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خداوند کریم کی طرف سے سچا نبی اور مامور اور امام مہدی علیہ السلام مانتا ہوں اور مانتا رہونگا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج تک مجھے حضرت مسیح موعود کے دعوے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں پڑا۔ اور نہ ہی آئندہ خداوند کریم [illegible] مسکین گلاب الدین [illegible] ضلع سیالکوٹ

الفضل
(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان - یکم فروری ۱۹۲۳ء

اسلامی طریق عبادت کی فضیلت ویدک طریق عبادت پر

۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء کے "آریہ گزٹ" میں "وید اپدیش" کے زیر عنوان "عبادت کا بہترین طریقہ" بیان کرتے ہوئے اسلامی طریق عبادت کا ذکر جن شریفانہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں:-

"مسلمانوں میں نماز ادا کرتے وقت مومن رکوع و سجود میں جاتے ہیں۔ کبھی اٹھتے ہیں۔ اور کبھی آگے کو جھکتے ہیں۔ لیکن گوہر مقصود سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی فوجی ڈرل مین اونٹ کے اٹھنے بیٹھنے کی حرکات کے مشابہ ہوتی ہے"

اس تہذیب اور شرافت کے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ جو منہ پھٹ پنڈت دیانند کے ورثہ میں آریہ لوگوں کو پہنچی ہے۔ البتہ یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اسلامی طریق عبادت کا اس بد تہذیبی کے ساتھ ذکر کرنے والے آریہ نے اپنے مذہب کا جو طریق عبادت پیش کیا ہے وہ کہاں تک عقل کے مطابق اور کس قدر معقولیت کے قریب ہے۔

وید کا اپدیش دینے والا لکھتا ہے:-

"سچی عبادت وہی ہے جس کا ذکر منو بھگوان نے اپنی سمرتی میں کیا ہے کہ

بستی سے دور جنگل میں جا کر کسی پانی والی جگہ کے نزدیک باقاعدہ طور پر بیٹھ کر ساہت ہو کر سندھیا بندھن آدھی نیتہ ودھی کا آشریہ کرتا ہوا گائیتری کا جاپ کرے۔ صبح کی سندھیا کے وقت گائیتری کو تب تک جپتا رہے جب تک سوریہ کا درشن نہ ہو۔ اور شام کی سندھیا کے وقت چھپے پر کا تاروں کے دکھلائی دینے کے وقت تک ساودھانتا سے ساوتری کا جپ کرے"

اگر "آریہ گزٹ" جاپ کا طریق بیان کر کے اس کی کوئی خوبی ثابت کرتا۔ اور جو کچھ پڑھا جاتا۔ یا جو حرکات کی جاتی ہیں۔ ان کا ذکر کرتا۔ تو اس کے دعویٰ کو پرکھا جا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ ان باتوں کو اس نے پیش کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اس لئے ہم بھی ان سے قطع نظر کرتے ہوئے وہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو کچھ اس نے پیش کیا ہے۔

منو کے ان شلوکوں سے جو خاص بات پیش کی گئی ہے اور جسے "سچی عبادت" قرار دیا گیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ بستی سے دور جنگل میں پانی کے قریب سورج کے نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے کے بعد گائیتری کا جاپ کرے۔ لیکن کیا یہ طریق ایسا ہے۔ جس پر عام طور پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا اگر انسان سفر میں ہو۔ تو اسے عبادت معاف ہو جاتی ہے۔ اگر نہیں۔ تو کسی مسافر کے لئے جو ریل یا جہاز پر سوار ہو۔ کیونکر ممکن ہے کہ وہ "بستی سے دور جنگل میں" چلا جائے۔ اور وہاں "پانی والی جگہ" تلاش کر کے گائیتری کا جاپ کرے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ بیمار اور کمزور آدمی کیا کرے۔ کیا ویدک دھرم اسے عبادت کرنے سے چھٹی دے دیتا ہے۔ اگر نہیں تو کسی بیمار اور ضعیف کا بستی سے دور جنگل میں جانا کیونکر ممکن ہے۔

پھر کیا وید کے دھرم صرف مردوں کو ہی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یا عورتوں کو بھی۔ اگر عورتوں کو اس قابل ہی نہیں سمجھا جاتا۔ کہ وہ ایشور کی بھگتی کریں۔ اور گائیتری کا جاپ کر سکیں۔ تو علیحدہ بات ہے۔ جس سے ویدک دھرم میں عورتوں کی پوزیشن اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے لیکن اگر عورتوں کو بھی عبادت کرنے کا حکم ہے۔ تو کیا ان کے لئے بھی تن تنہا شب کی تاریکی میں بستی سے دور جنگل میں چلا جانا ضروری ہے۔ اور پھر سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرے گھپ تک وہاں رہنا لازمی اگر ایسا ہی ہے۔ تو بتایا جائے کہ اس پر کہاں تک عمل ہو رہا ہے۔

پھر ایسے ممالک جہاں اس قدر سخت سردی پڑتی ہے کہ اعضاء اکڑ جاتے ہیں۔ وہاں اگر بدقسمتی سے کوئی ویدک دھرم کا ماننے والا چلا جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ "باقاعدہ بستی سے دور جنگل میں کسی پانی والی جگہ کے نزدیک باقاعدہ طور پر بیٹھ کر" اپنی جان گائیتری کی نذر کر دے۔ یا ایسی گائیتری کا نام نہ لے۔ اور مکان سے باہر قدم نہ نکالے۔

غرض وہ بات جس کو "آریہ گزٹ" نے دیگر مذاہب کے طریق عبادت کے مقابلہ میں فخریہ پیش کیا ہے۔ وہ عملی لحاظ سے نہایت ہی لغو اور بے ہودہ ہے۔ اس پر آریوں سے آج تک نہ عمل ہو سکا ہے۔ اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ لیکن باوجود اس کے ہٹ دھرمی اور تعصب کی یہ کیفیت ہے کہ سب مذاہب کے طریق عبادت پر اسے فضیلت دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی طریق عبادت میں جس قدر حکمتیں اور خوبیاں ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کرنے کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ البتہ ایک موٹی سی بات بتاتے ہیں جو یہ ہے۔ کہ اسلام نے عبادت میں ان سب آداب اور طریق کو مدنظر رکھا ہے۔ جو دنیا میں انتہائی ادب اور اطاعت کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور ان سب کو صرف خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ کیونکہ انتہائی تذلل صرف اسی کے لئے ہو سکتا ہے۔

پھر اکٹھے ملکر عبادت کرنے کا جو حکم اسلام نے دیا ہے وہ اس قدر اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ اور تو اور خود آریہ صاحبان کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے جس میں اکٹھے ملکر عبادت کی جا سکے۔ چنانچہ اخبار پرتاپ کے بسنت نمبر میں جو ہندوؤں میں زندگی اور جوش پیدا کرنے کی غرض سے ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء کو خاص طور پر شائع کیا گیا ہے۔ اس میں "عبادت کا طریقہ" کے عنوان سے لکھا ہے:-

"یہ بہت لازمی امر ہے۔ کہ ہندوؤں کو اپنا طریقہ عبادت جو کہ آجکل بالکل انفرادیت پر مبنی ہے بدل دینا چاہیئے۔ جماعتی عبادت کا کوئی طریقہ جاری کیا جانا چاہیئے"

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ "آریہ گزٹ" نے دیگر مذاہب کے

طرق عبادت پر اعتراض کرتے ہوئے منوجی کے حوالہ سے عبادت کا جو یہ اعلیٰ طریق پیش کیا تھا۔ کہ انسان اکیلا گھر سے نکلکر جنگل میں چلا جائے۔ اسی کے خلاف "پرتاپ" میں آواز اٹھائی گئی ہے۔ اور اسے "افرادیت پر مبنی" قرار دیکر "جماعتی عبادت" کا کوئی طریقہ جاری کرنے کی خواہش کی گئی ہے۔ جو اسلامی طریق ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ آنکھیں بند کرکے ضد اور تعصب سے کوئی اسلام پر اعتراض کرے۔ تو کرے۔ ورنہ اسلام کی ہر ایک بات اور ہر ایک حکم اپنے اندر اس قدر صداقت رکھتا ہے کہ مخالفین اس کی نقل اتارنے کی دل سے خواہش رکھتے ہیں ٭

اسلام چونکہ ایک کامل مذہب ہے۔ اس لئے جہاں اس نے جماعتی عبادت ضروری قرار دی ہے۔ اور عبادت کے لئے اس نے ایسے اوقات رکھے ہیں۔ جن کے ماتحت مرد وعورت۔ کمزور۔ بیمار۔ مسافر اور مقیم ہر حالت۔ ہر ملک اور ہر جگہ عبادت بجالا سکتے ہیں۔ وہاں اسلام نے تنہائی میں عبادت کرنے کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور نصف شب کی تاریکی اور سنسان وقت میں بھی عبادت رکھی ہے جس کا نام تہجد ہے۔ تہجد کی نماز انسان رات کے وقت اکیلا ادا کرتا ہے۔ اور اس طرح اسے اس فطری جذبہ کو پورا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جو تنہائی میں اپنے محبوب بلکہ مطلوب سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کا ہر ایک انسان میں ودیعت کیا گیا ہے ٭

پس اسلام نے ایک طرف تو جماعتی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور اسے نہایت ضروری اور فرض قرار دیا ہے۔ اور دوسری طرف تنہائی اور عالم خموشی میں بھی عبادت کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں منوجی نے عبادت کا جو طریق پیش کیا ہے۔ اور جسے "آریہ گزٹ" نے بھی عبادت قرار دیا ہے۔ اس کی حقیقت ظاہر ہے۔ جہاں وہ عملی لحاظ سے بالکل نکما اور بے فائدہ ہے۔ وہاں اس کے ناقص ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان اس کو بدل کر اس کی بجائے ایسا ہی طریق جاری کرنا چاہتے ہیں۔ جو اسلامی عبادت کا ہے۔ یعنی جماعتی عبادت ٭

وحید الدین اور مسلمانان ہند

سابق "خلیفۃ المسلمین" جنھوں نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کی پناہ میں دے دیا۔ اور اب تک جانے کے لئے جدہ پہنچ چکے ہیں۔ ان کے اخراجات کے متعلق برطانوی پارلیمنٹ میں جب سوال پیش ہوا۔ تو ایک ممبر نے ازراہ تمسخر پوچھا۔ کہ کیا وحید الدین خیرات لینے سے پیشتر بے روزگاروں کے رجسٹر پر دستخط کر دیگا۔ اسپر حضار مجلس نے خوب قہقہہ لگایا۔ اور آخر تجویز ہوئی کہ پندرہ شلنگ اسکے لئے اور ایک ایک شلنگ اس کی ہر ایک بیوی کے لئے منظور کیا جائے۔

اس امر پر مسلمان اخبار جہاں اپنے سابق "خلیفۃ المسلمین" کو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ اس کی غداری۔ قوم فروشی اور بے وفائی کا نتیجہ ہے۔ وہاں گورنمنٹ برطانیہ کو بھی احسان فراموش کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ زمیندار (۲۸ جنوری) لکھتا ہے:-

"کل تک وحید الدین کے ذریعہ سے اپنے معاندانہ مقاصد کی تکمیل کا یقین تھا۔ تو اس کی بظاہر عزت کی جاتی تھی۔ وحید الدین نے اپنا سب کچھ غالباً و دل متحدہ اور علی الخصوص برطانیہ ہی کی خاطر کھو دیا۔ لیکن جب وہ اپنے گذشتہ اعمال کے خوف سے بھاگ کر پناہ لینے آیا۔ تو اس کا تمسخر اڑایا جاتا ہے"

مسلمان گورنمنٹ کو جو چاہیں کہہ لیں۔ لیکن وحید الدین کے متعلق ہی انکو بھی جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ اسے بھی سن لینا چاہیئے۔

دہلی کا اخبار جنرل نیوز (۱۸ جنوری) لکھتا ہے:-

"سوراجیئے مولوی یا اسلام فروشی و انخطول نے سابق سلطان وحید الدین کو غدار بتانا شروع کیا ہے۔ ایسے لوگ جو ہمیشہ خوشامد کے ذریعہ اپنی روزی پیدا کرتے ہیں۔ ان کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا۔ جدھر پلہ جھکا۔ ادھر ہی وہ بھی جھک گئے۔ نہ اپنا دل نہ اپنی عقل نہ اپنا ضمیر۔ اگر کوئی چیز اپنی رکھتے ہیں۔ تو کمزوروں کی نکتہ چینی بھلا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ سلطان وحید الدین معزول دو سال سے نگرگوں سے ملا ہوا نہیں تھا۔ اور وہ ان کے تابع فرمان نہیں تھا؟ اور اس نے کیا شیخ الاسلام اور اپنے ہمخیال درباریوں کے اشارے سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا پر مقدمہ چلاکر پھانسی کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب تم دو سال سے جانتے تھے۔ تو اس کا نام خطبوں میں کیوں لیا جاتا تھا؟ اسکی خلافت اور سلطنت کے لئے اسکے غداری کے کام جانتے ہوئے دعائیں کیوں مانگی جاتی تھیں؟ اسکے وقت کے مجریہ فرامین سے تم کو اسوقت اتفاق تھا۔ اب انکار ہے۔ کیونکہ اب حکومت دوسرے کے ہاتھ میں ہے کیا آپ کو علم تھا کہ حکومت انقرہ نے ڈیڑھ سال پہلے اعلان کیا کہ ہم سلطان وحید الدین کو اپنا خلیفہ نہیں مانتے۔ اسی وقت تم نے ان کا نام خطبوں سے خارج کیوں نہیں کرا دیا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ تمہارا نہ دین ہے نہ ایمان۔ پیسہ پرست اور شورش پسند ہستیاں ہو۔ جدھر پلہ جھکا۔ جھک گئے یاد رکھو۔ مواخذہ ہوگا اور بہت بڑا"

اب اس بات کا فیصلہ خود مسلمانوں کو کر لینا چاہیئے کہ گورنمنٹ برطانیہ پر محسن کشی کا۔ زیادہ الزام آتا ہے یا وہ خلیفہ کشی کرکے زیادہ زیر عتاب ہیں ٭

بانی آریہ سماج کی تاریخ دانی

ناظرین کرام آریوں کے ایک مسلمہ اخبار (آریہ گزٹ) اور ان کے ایک مشہور لیکچرار (دھرم بھکشو) کی تاریخ دانی کا نمونہ ملاحظہ فرما چکے۔ اب چند دیا نند صاحب بانی آریہ سماج کی تاریخ دانی کا نمونہ بھی دیکھ لیجیے۔

پنڈت صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہندوستان کے راجاؤں کا شجرہ نسب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"راجا یش پال پر سلطان شہاب الدین غوری گڑھ غزنی سے چڑھائی کرکے آیا۔ اور راجا یش پال کو پریاگ (الٰہ آباد) کے قلعہ میں سمت ۱۲۴۹ میں پکڑ کر قید کر لیا۔ اور خود اندر پرستھ یعنی دہلی کی سلطنت کرنے لگا" (ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم)

ان چند سطور میں ہندوستان کی تاریخ کا ماہر ہونے کے پنڈت صاحب نے جو ثبوت پیش کئے ہیں انکو دیکھ کر سکول کی ادنیٰ جماعتوں کے طلبا ربھی اگر ہنس دیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتے ہیں کہ شہاب الدین غوری نے یش پال پر چڑھائی نہیں کی تھی۔ بلکہ پرتھوی راج پر چڑھائی کی تھی۔ لیکن پنڈت صاحب کا ارشاد یہ ہے۔ کہ یش پال جاجانی کی تحقیق کے مطابق پرتھوی راج کی چوتھی پشت میں سے تھا۔ اسپر حملہ کیا گیا تھا۔ دوسرے پرتھوی راج کو کسی قلعہ میں قید نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں ہی مارا گیا تھا۔ تیسرے شہاب الدین خود دہلی کی سلطنت نہیں کرنے لگا تھا بلکہ وہ قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بناکر خود غزنی واپس چلا گیا تھا ٭ جب بانی آریہ سماج کی تاریخ دانی کی یہ کیفیت ہے۔ تو اس کے پیرو اسلامی تاریخ کے متعلق اوٹ پٹانگ باتیں کہتے ہیں۔ ایک حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

تبلیغ احمدیت کا خاص وقت

جماعت احمدیہ ہوشیار ہو جائے

جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے
(حضرت مسیح موعودؑ)

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے بارہا اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

ہماری جماعت کے اہم ترین فرائض

میں سے ایک فرض اس حق اور راستی کی اشاعت ہے۔ جسے پھیلانے کا اس وقت اللہ تعالےٰ کی پاک ذات نے ارادہ کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ارادہ اور منشا کے رستہ میں کوئی چیز روک تو نہیں ہو سکتی۔ اور اللہ تعالےٰ کے منشاء کے پورا ہونے میں جو چیز بھی حائل ہوگی۔ وہ ضرور کچلی اور پیسی جائیگی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے

تمام ارادوں کو پورا کرنے کے لئے قانون

جاری کیا ہوا ہے۔ کوئی وجود دنیا میں ایسا نہیں۔ جو خدا کے ارادوں میں روک ڈال سکے۔ یا ان کے لئے قیود مقرر کر سکے۔ مگر وہ ذات خود اپنے ارادوں کے لئے حد مقرر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے تمام ارادوں کے لئے ایک قانون ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ

ہر ارادہ کے پورا ہونے کا ایک وقت

اور ایک ساعت مقرر ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ چاہتا تو زمین میں گیہوں کا دانا ڈالتے ہی کھیت اگا دیتا۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا۔ تو ماں باپ کے ملنے اور نطفہ قرار پانے کے وقت ہی بچہ پیدا کر دیتا۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو آم کی گٹھلی زمین میں دباتے ہی آم کا تنومند درخت پیدا کر دیتا۔ اور اسی وقت اس کے ساتھ آم بھی لگ جاتے۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو زمین کی کانیں ایک لحظہ میں تیار کر دیتا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ چاہا نہیں۔ خدا تعالےٰ نے یہی چاہا۔ کہ ایک عرصہ کے بعد گندم تیار ہو۔ ایک عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہو۔ ایک مدت کے بعد آم کا درخت تیار ہو۔ اور لاکھوں سالوں کے بعد کانیں بنیں۔ تو گو اللہ تعالےٰ کی طاقت اور قدرت ہے۔ کہ کام فوراً کرے۔ مگر کرتا نہیں۔ اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ جن میں سے بعض تو میں نے تقدیر الٰہی کے مضمون میں بیان کی تھیں۔ اور بعض ہستی باری تعالےٰ کے مضمون میں۔ مگر اس جگہ چونکہ ان حکمتوں کا مضمون سے تعلق نہیں اس لئے بیان نہیں کرونگا۔ بلکہ صرف یہ بتاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا منشاء اور ارادہ پورا کرنے کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ اس وقت میں درمیانی روکیں آئیں۔ عرصہ لگے۔ وقفہ ہو۔ تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ اس کام کو کرنے کا خدا تعالےٰ کا منشا نہیں۔ بلکہ وہ مقررہ قانون کے ماتحت ہے۔

لوگ کہتے ہیں

کہ اگر خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا۔ کہ دنیا مرزا صاحب کو مان لے تو اب تک کیوں نہ سارے لوگ ان کو مان لیتے۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشاء ہوتا۔ کہ مرزا صاحب کے ذریعہ عیسائیت تباہ ہو۔ تو اب تک کیوں نہ ہو جاتی۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشاء ہوتا۔ کہ احمدیت پھیل جائے۔ تو اس وقت تک کیوں نہ پھیل جاتی۔ اگر اس بات کو صحیح مان لیا جائے۔ تو

ہم کہتے ہیں

اگر خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے۔ کہ بچہ پیدا ہو۔ تو کیوں اسی دن پیدا نہیں ہو جاتا۔ جس دن میاں بیوی ملتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے۔ کہ گیہوں پیدا ہو۔ تو کیوں اسی دن نہیں پیدا ہو جاتی۔ جس دن زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے کہ آم پیدا ہوں۔ تو کیوں اسی دن آم کا درخت اگ کر اس پر آم نہیں لگ جاتے۔ جس دن گٹھلی زمین میں دبائی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے کہ کانیں بنیں۔ تو کیوں ایسا نہیں ہوتا۔ کہ ایک دن کوئلہ کو زمین میں دفن کیا جائے۔ اور دوسرے دن ہیرا بن جائے۔ تم سب ان چیزوں کو

خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ چیزیں

مانتے ہو۔ مگر کہتے ہو۔ کہ ان کے لئے ایک وقت۔ ایک عرصہ اور ایک زمانہ مقرر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا گیہوں خدا پیدا نہیں کرتا۔ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر کیا اس کو چھ مہینے نہیں لگتے۔ اسی طرح کیا نطفہ جو رحم میں جاتا ہے۔ اس سے خدا بچہ پیدا نہیں کرتا۔ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر اس کو ۹ مہینے لگتے ہیں۔ پھر کیا آم کی گٹھلی سے آم کا درخت خدا نہیں بناتا۔ خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کو ایک عرصہ لگتا ہے۔ پس اگر گیہوں کے دانے کو گیہوں بنانے کے لئے چھ ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ اگر آدمی کے نطفہ کو آدمی بنانے میں ۹ ماہ لگتے ہیں۔ اگر آم کی گٹھلی سے آم بنانے میں ۹-۱۰ سال لگ جاتے ہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ اگر

شیطان کو انسان

بنانے میں دس بیس چالیس پچاس یا سو سال لگیں۔ تو کیا حرج ہے۔ گیہوں کو گیہوں بنانے۔ آدمی کے نطفہ کو آدمی بنانے اور آم کو آم بنانے کے لئے تو مانتے ہیں۔ کہ اتنا عرصہ لگنا چاہیئے۔ مگر

شیطان کو فرشتہ

بنانے پر کہتے ہیں۔ کہ کیوں عرصہ لگتا ہے۔ بات یہ ہے۔ جیسا عظیم الشان تغیر ہو۔ اس کے مطابق اس کے لئے عرصہ بھی مقرر ہے۔ کانیں لاکھوں سال کے تغیر کے بعد بنتی ہیں۔ روحانی دنیا میں پچاس یا سو سال یا اس سے کم و بیش عرصہ میں تغیر آیا کرتا ہے۔ اور

ہر چیز کے تغیر کا الگ الگ دائرہ

جو خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ اسی عرصہ میں اس میں تغیر ہوتا ہے۔ پس کسی تغیر کو وقت اور عرصہ لگنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس تغیر کے ہونے کے لئے خدا کا منشا ہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ خدا کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت عرصہ لگ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ طاقت رکھتا ہے۔ کہ دنیا میں

وہ راستی اور صداقت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں آئی۔ خدا تعالےٰ کا منشا ہے۔ کہ تمام دنیا کے کونوں سے کھینچ کھینچ کر لوگوں کو اس راستی کی طرف لائے۔ اور انہیں منوائے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس کے لئے وقت اور حد مقرر ہے۔ اور اس ہستی کی حکمت کا تقاضا ہے۔ کہ یہ کام اتنے عرصہ میں ہو۔ پس خدا تعالےٰ کا یہ منشا ضرور پورا ہوگا۔ سوال اگر ہمارے لئے کوئی ہے۔ تو یہ کہ

کس کے ہاتھ سے پورا ہوگا

دیکھو اگر ایک آدمی ڈوب رہا ہو۔ اور اس کو نکالنے کیلئے پچاس تیراک دوڑ پڑیں۔ تو اس میں شبہ نہیں کہ ہر وہ شخص جو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ قابل تعریف ہے۔ مگر جس کے ہاتھ سے ڈوبنے والا بچیگا۔ اس کی جو تعریف ہوگی۔ وہ اور کسی کی نہیں ہوگی۔ جس کا ہاتھ ڈوبنے والے پر پڑیگا۔ اس کا ہاتھ پڑنے کو اتفاق کہہ لو۔ یا اس کا ہنر کہہ لو۔ یا اس کی کوشش کہہ لو۔ یا اس کا فن کہہ لو۔ کچھ کہہ لو۔ مگر دنیا اسی کی تعریف کریگی۔ پھر اس کی بھی کوئی تعریف نہ ہوگی۔ جو باہر کنارے پر کھڑا رہا۔ ڈوبنے والا تو نکل آیا۔ مگر جو تیراک کودے تھے۔ ان کے نقطہ نظر سے اہم سوال کیا تھا۔ یہ نہیں تھا۔ کہ ڈوبنے والا نکل آئے۔ بلکہ یہ تھا۔ کہ

کون نکالے

دیکھو اگر یز سرحد پر فوجیں بھیجتے ہیں۔ اور سرحدیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کی قوت اور طاقت کے لحاظ سے ہم جانتے ہیں۔ کہ سرحدی سردار ایک ڈاکو سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ پہاڑی علاقہ کی وجہ سے لٹیروں کی گرفتاری میں دیر لگ جاتی ہے۔ مگر آخر پکڑ لیتے ہیں۔ ان لٹیروں کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے ایک گاؤں کا چوہڑا نمبردار کے ہاں چوری کر کے بھاگ جائے۔ اور نمبردار پکڑ نہ سکے یہی حالت سرحدی ڈاکوؤں کی ہوتی ہے۔ ڈاکو جلدی پکڑا نہیں جاتا۔ جس کی وجہ عدم علم ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال یقین ہوتا ہے۔ کہ اگر آج نہیں تو کل پکڑا جائیگا۔ چنانچہ پکڑ لیتے ہیں۔ اب فوجی جو اس کام کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کے نقطۂ نگاہ سے یہ سوال اہم نہیں ہوتا۔ کہ گورنمنٹ پکڑ لیگی۔ بلکہ یہ ہوتا ہے۔ کہ

کون پکڑیگا

اور جو پکڑتا ہے۔ اسے انعام ملتا ہے۔ اور عہدہ میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح منشاء الٰہی کے پورا ہونے کے متعلق سوال یہ نہیں۔ کہ پورا ہوگا یا نہیں۔ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ اور کون ہے۔ جو اسے روک سکے۔ اگر کہو دیر لگی۔ تو میں بتا چکا ہوں۔ کہ دیر لگتی ہے۔ اور دیر کا لگنا ضروری ہے۔ پس اگر سوال ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ

وہ کون خوش قسمت ہوگا

جس کے ہاتھ پر خدا کا ارادہ اور منشاء پورا ہوگا۔ ہماری دوڑ اور کوشش اس لئے نہیں۔ کہ خدا کا منشا پورا ہو جائیگا۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ

ہمارے ہاتھ پر پورا ہو

یہی سب سے اہم اور ضروری سوال ہے ہمارے لئے۔ اس لئے میں نے پہلے بھی بارہا دوستوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور اب بھی دلاتا ہوں۔ کہ تم یہ بات مدنظر رکھو۔ کہ یہ کام کس کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ آئندہ خواہ ہماری ہی اولاد کے ذریعہ ہو۔ مگر دین میں ماں باپ اور اولاد کا سوال بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اچھا ہمارے ہاتھوں یہ کام نہیں ہوا تو نہ سہی۔ ہماری اولاد کے ذریعہ ہو جائیگا۔ بلکہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ سے ہو۔ اسے خود غرضی کہو۔ یا کچھ اور۔ مگر ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ کہ

میں کیوں محروم رہوں

خدا تعالےٰ کے انعام محدود نہیں۔ اگر بڑے سے بڑا انعام بھی حاصل ہو جائے۔ تو پھر بھی دوسرا دل کو مل سکتا ہے اس لئے

خدمت دین کے معاملہ میں ایثار نہیں

ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالےٰ کے انعام کو محدود سمجھے۔ مثلاً دیکھو۔ اگر پانی کا ایک گلاس ہو اور ایک شخص کہے کہ میں نہیں پیتا۔ دوسرا پیئے تو یہ ایثار ہوگا۔ لیکن اگر چشمے کے کنارے پر بیٹھکر ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں پانی نہیں پیتا۔ دوسرا پیئے۔ تو یہ ایثار نہیں ہوگا۔ بلکہ نہ پینے والے کا خواہ مخواہ پیاسا مرنا ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ کے انعامات کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ میں نہیں لیتا۔ میرا بیٹا لے لیگا۔

پس دینی معاملہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اگر ہم نہ کریں گے تو آئندہ آنے والے کر لینگے بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کریں

اگلوں کے لئے کام کی کمی نہیں ہوگی

بلکہ ان کے لئے بھی بہت کام ہوگا۔ اور جب کام نہ ہوگا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ گویا خدا تعالےٰ اس دنیا کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی دن قیامت ہوگی۔

میں نے یہ نصیحت بارہا کی ہے۔ مگر آج خاص طور پر اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وجہ یہ کہ

کام کرنے کے بعض خاص اوقات

ہوتے ہیں۔ دیکھو لوہار روز لوہے کو کوٹتا ہے۔ مگر لوہے میں تغیر اسی وقت آتا ہے۔ جبکہ وہ گرم ہو کر نرم ہوتا ہے۔ اس وقت کا ایک ہتھوڑا دوسرے وقت کے سو ہتھوڑوں سے بہتر ہوتا ہے۔ سرد لوہے پر مارنے سے کچھ نہیں بنتا۔ لیکن گرم لوہے کو کمزور ہاتھ سے کوٹا جائے تو بھی چپٹا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ملک کا ہوتا ہے۔ یہ کبھی گرم ہوتا ہے۔ اور کبھی سرد۔ اس زمانہ میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ کیونکہ چاروں طرف سے میرے پاس خطوط آتے ہیں۔ اور اخبارات سے بھی علم ہوتا رہتا ہے۔) کہ

تمام ہندوستان میں ایک جوش

پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اگر کہیں سے

حق مل جائے

تو لے لیں۔ کئی سال سے لوگوں کی جمود کی حالت تھی۔ پھر سیاست کی طرف لوگوں کی بہت توجہ تھی۔ اور اس کے لئے بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہی جوش جب بیٹھا ہے۔ تو اس نے خدا تعالےٰ کی طرف لوگوں کی توجہ کر دی ہے۔ عام خطوط آ رہے ہیں کہ پہلے لوگ ہماری باتیں نہیں سنتے تھے۔ مگر اب خود پوچھتے ہیں۔ اور ان میں تڑپ پائی جاتی ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اب لوہا گرم ہے۔ اور تم کو جو

خدائی ورکشاپ

میں ملازم ہو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہی وقت ہے۔ اس لوہے کو کوٹنے کا۔ پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ

خصوصیت سے ان دنوں تبلیغ کیطرف توجہ کیجائے

لوگوں میں سیاست سے ٹھوکر کھا کر اور مسٹر گاندھی کے عظیم الشان وعدوں کو ہوائی قلعہ دیکھکر مایوسی ہو چکی ہے اور اب ان کی توجہ اس طرف پھری ہے۔ کہ کوئی اور راستہ

ہونا چاہیئے جس سے ہم کامیاب ہوں۔ اور عام طور پر

لوگوں کا میلان احمدیت کی طرف

ہو رہا ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے۔ اور یہاں کے لوگوں نے بھی، کہ کیوں سیاسی معاملات میں اپنی رائے ظاہر کی جاتی ہے مگر دوسرے لوگوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ اگر اس زمانہ میں عقل اور دانش سے کوئی آواز نکلی ہے۔ تو قادیان سے ہی نکلی ہے۔ پہلے تو انہوں نے ہمیں جاہل، منافق اور خوشامدی وغیرہ کہا۔ مگر آخر دیکھ لیا کہ جو بات ہم نے کہی۔ وہی سچی نکلی۔ اسطرح بھی ان لوگوں کے دلوں میں ادب پیدا ہو گیا ہے۔ جب ہمارے لوگ ہمیں جاہل کہتے تھے۔ اسوقت ہم نے جو رائے ظاہر کی۔ وہی درست اور صحیح رائے تھی۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں ادب پیدا ہو گیا۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری باتیں سُنیں۔ پس یہ ایک رَو چلی ہے۔ کہ غیر احمدی اور دوسرے لوگ بھی ہماری باتوں کو سننا چاہتے ہیں۔ اسوقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ اور اپنی کوششوں کو اتنا بڑھا دینا چاہیئے۔ جتنا انسانی حد کے لئے ممکن ہے ✦

یہ نصیحت میں یہاں کے لوگوں کو بھی کرتا ہوں۔ اور باہر کے لوگوں کو بھی۔ کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ خدا تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعہ بھی گرم کر کے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے۔ اس وقت بھی اگر ہم یونہی بیٹھے رہے۔ تو سخت بدنصیبی ہوگی۔ دیکھو

پچھلے تین سالوں میں ہندوستان

میں جو کچھ ہوا۔ کیا وہ معمولی بات تھی۔ ہرگز نہیں اس عرصہ میں ہزاروں نے گھر بار کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ کئی گھر برباد ہو گئے بہت سے لوگ جیلوں میں گئے۔ یہ دراصل

لوہا گرم ہو رہا تھا

اگر اب بھی ہم یونہی بیٹھے رہے۔ تو ہم پر خدا تعالیٰ کی سخت ناراضگی ہوگی۔ پس

اپنے نفوس میں تغیر پیدا کرو۔

اور جہاں جہاں ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ وہ اپنا فرض سمجھیں۔ کہ اس سال خصوصیت سے تبلیغ کرنی ہے۔

یاد رکھو۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ دو تین چار مہینے خصوصیت سے تبلیغ کرو۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ سارا سال تبلیغ کرو۔ مجھے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اور

وہ دن قریب ہیں

کہ جو لوگ ہم پر ہنستے تھے۔ وہ اذا جاء نصر اللّٰه والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجاً کا نظارہ دیکھ لینگے۔ قلوب میں ایسا تغیر ہوتا معلوم ہو رہا ہے کہ میرا دل محسوس کرتا ہے کہ افواجاً افواجاً داخل ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ پچھلے دو تین سال ایسے گذرے ہیں کہ بعض لوگوں کے دلوں میں مایوسی پیدا ہو گئی تھی۔ کہ کیا ہو گا۔ لیکن جس طرح دریا کے پانی کے آگے روک آ جانے سے اگر پانی رک جائے۔ تو ایک دن یک لخت پانی اس روک کو ہٹا کر پھینک دیتا ہے۔ اور سیلاب آ جاتا ہے۔ وہی حالت تبلیغ کی اب نظر آتی ہے۔ اب

تم ضرب پر ضرب مارو

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو چیز تم بنانا چاہتے ہو۔ بن جائیگی۔ پس ان دنوں کو رائگاں نہ جانے دو۔ ایسے موقعے بہت کم ملتے ہیں۔ اور جب ملتے ہیں۔ تو ان میں کام کرنے سے

عظیم الشان تغیر

پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جب خدا نبی کو بھیجتا ہے تو اس لیئے نہیں کہ لوگ کفر کریں۔ اور اس کا انکار کریں۔ بلکہ اسلیئے کہ لوگ مانیں۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ احمدیت قبول کریں۔ مگر جیسا کہ میں پہلے بتایا ہے۔ لوگوں کے قبول کرنے میں جو دیر لگی ہے وہ خدا کی حکمت کے ماتحت ہے۔ اور اس لئے کہ جو پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ ان کے ذریعہ قبول کریں۔ اور اسطرح ہمارے لئے

ثواب کے سامان

بہم پہنچائے۔ پس ہمارے ثواب کے لیئے خدا ایسا کر رہا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو دیوار سے بھی ہدایت دے سکتا ہے۔ یونہی کسی کو خواب آ جاتی ہے اور وہ ہدایت قبول کر لیتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سو یا ہزار آدمی کو خواب کے ذریعہ احمدی بنا سکتا ہے تو کیوں ساری دنیا کو اسی طرح احمدی نہیں بنا سکتا۔ کئی آدمی ہیں جو

خواب کے ذریعہ احمدی

ہوئے ہو سکتا ہے کہ ایک دن رات ہم یہ جانتے ہوئے سوئیں کہ ہم چھوٹی سی جماعت ہیں لیکن جب صبح کو اٹھیں تو سارے لوگ کہیں کہ

ہم احمدی ہیں

اور ہم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کئی سو بلکہ کئی ہزار کو خوابوں کے ذریعہ ہدایت دیکر بتا دیا کہ میں اسطرح بھی کر سکتا ہوں مگر وہ سب کے لئے اسطرح کرتا نہیں تا کہ ہم کو ثواب کا موقع ملے۔ اگر خدا ہر ایک کے ذریعہ سارے لوگ احمدی ہو جائیں۔ پھر چندہ کی ضرورت بہت تبلیغ کی حاجت نہیں رہیگی۔ لیکن ایسے سامان اور ایسے طریق ہیں کہ وہ بغیر چندہ کے بھی کام کر لیتا ہے۔ چنانچہ ہزاروں کو اس نے خوابوں کے ذریعہ ہدایت دی۔ جنہیں کبھی تبلیغ نہیں کی گئی۔ ایک یہاں بھی بیٹھے ہونگے۔ اسی طرح سب کے لئے ہدایت ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ اگر تم تبلیغ کا کام نہ کرو گے۔ تو میں بغیر بندوں کے بھی اس کام کو کر لونگا۔ مگر اس میں ہمارا حصہ نہ ہو گا۔ اسلیئے جماعت کو چاہیئے کہ ہوشیار ہو جائے۔ اور لوگ کمریں کس لیں۔ اور اس موقع کو رائگاں نہ جانے دیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ

وہ موقع آتا ہے

جب خدمات کا یہ رنگ نہ رہیگا۔ کہ ہم طرح طرح کی تکلیفیں اور مشکلات اُٹھا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ دیکھو عیسائی بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر ہماری طرح نہیں۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ ایک آدمی جائے۔ اور سو کو پکڑ لائے۔ اور عیسائیوں کی یہ ہے کہ سو جائیں۔ اور ایک کو پکڑ لائیں۔ وہ بھی اپنی کامیابی پر خوش ہوتے ہیں۔ مگر جو ہمیں مزا اور لطف حاصل ہوتا ہے۔ اس کو کہاں وہ پا سکتے ہیں۔ ہم تو شیر کے منہ سے شکار نکال کر لاتے ہیں۔ جب بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہونگی۔ اسوقت بھی خدمت دین کا موقع ہو گا۔ مگر یہ مزا اور لطف نہ ہو گا جو اب ہے۔ اسلیئے

اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو

اور ایسا موقع ہزاروں سال کے بعد حاصل ہوتا ہے جب خدا کا نبی آئے اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع دیا ہے۔ اسلئے ہم اسکی جس قدر قدر کریں تھوڑی ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں اپنے دین کو پھیلانے کا موقع دے۔ ہماری ہمتوں کو استوار کرے۔ ہمیں لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث بنائے۔

دوسرے خطبہ کے بعد فرمایا:-

ایک نئے علاقہ میں

جہاں اسوقت تک اس رنگ میں تبلیغ نہیں ہوئی۔ جس رنگ میں کہ اب ہو نیوالی ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق دیکھا تھا کہ تو پوں سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ یعنی حیدر آباد دکن کا علاقہ۔ وہاں مولوی ثناء اللہ گیا ہے۔ اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب بھیجے گئے ہیں۔ آج سے وہاں تبلیغ کا کام شروع ہو گیا ہو گا۔ میں جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہونے پر وہاں کے متعلق دعا کرونگا۔ اسوقت دوسرے لوگ بھی دعا کریں۔ خواہ آمین کہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اس علاقہ میں تبلیغ کے رستے کھولدے ✦

مہدی معہود سے پہلے جھوٹے مہدی

اہل حدیث مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں ایک مضمون زیر عنوان "قادیانی مہدی سے پہلے مہدی" شائع ہوا ہے۔ جس میں چند اشخاص کے نام لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ یہ لوگ بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔ اور خوب ترقی پا کر اور کامیاب ہو کر فوت ہوئے۔ اور ان کا سلسلہ مدت تک ان کے بعد بھی قائم رہا۔ حالانکہ وہ جھوٹے تھے۔ اسی طرح اگر مرزا صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے اتنی مدت زندگی پائی اور ترقی کر لی۔ تو کیا تعجب ہے۔ یہ ہے خلاصہ اس مضمون کا۔

حضرت مرزا صاحب خدائی الہامی کے دعوے اور دلائل اور ان معیاروں کو جن کو آپ نے اپنی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے قرآن شریف سے پیش کیا ہے۔ رد کرنے کے لئے جس پہلو کو معترض نے اختیار کیا ہے۔ وہ اس کی جہالت کو ظاہر کر رہا ہے۔ معترض نے جن لوگوں کے نام اسلئے درج کئے ہیں۔ کہ انھوں نے جھوٹے دعوے کئے۔ ان کے متعلق یہ نہیں بتایا۔ کہ ان کے دعوے کرنے کا ثبوت کیا ہے۔ جس سے ان کے حالات کا پوری طرح علم ہو جاتا۔ محض سنی سنائی باتیں لکھ کر شایع کر دینا کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا۔ دوم اگر کسی کتاب میں ان کے متعلق کسی نے یہ لکھ بھی دیا ہے۔ کہ انھوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تب بھی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ خود وہ اشخاص جن کی طرف دعویٰ منسوب کیا گیا ہو۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں جو ان کی شایع شدہ کتب میں مندرج ہوں۔ دعویٰ نہ کیا ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے ان کی طرف دعوے منسوب کئے۔ وہ ان کے مخالف ہوں۔ اور بوجہ مخالفت ان کی طرف وہ باتیں منسوب کر دی ہوں۔ جن کا انہیں دعوے نہ ہو۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں نے صریح جھوٹ بول کر آپ پر الزام لگائے۔ کہ آپ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ملائکہ کے آپ منکر ہیں۔ چنانچہ اس معترض نے بھی محض تعصب اور مخالفت کے باعث اسی پرچہ میں حضرت اقدس کے متعلق لکھا ہے کہ "جیسے مرزا صاحب نے جہاد وغیرہ کو منسوخ کر دیا" گویا کہ آپ نے نہ صرف جہاد بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بعض شرعی احکام کو منسوخ کر دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۸۰ و ۵۹۰ میں صاف اور کھلے لفظوں میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔"

ایسی مثالوں کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی عقلمند یہ یقین نہیں کر سکتا۔ کہ کسی کے متعلق کسی نے جو کچھ لکھ دیا ہو۔ وہ ضرور صحیح ہوتا ہے۔

پھر تیسرا امر یہ ہے۔ کہ محض کسی کے دعویٰ مہدویت و نبوت کو پیش کرنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ ایسا مدعی اپنے دعویٰ کی بنیاد الہام پر رکھے۔ اور یہ کہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے حکم سے میں نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اور تا حیات اس بات پر قائم رہے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کا دارومدار اور اس کی بنیاد الہام پر رکھی ہے۔ اور آپ لگاتار اور متواتر بڑے زور اور تحدی سے یہ دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ اور پیشگوئیوں کے ذریعہ اور قرآن کریم کے بیان کردہ ان دلائل سے جو اس نے راستبازوں کیلئے مقرر کئے ہیں۔ اپنی صداقت کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ پس یہ کس قدر حماقت اور بیوقوفی ہے کہ وہ انسان کہ جس کے دعویٰ کی بنا اور دارومدار الہام پر ہو اور سینکڑوں اور ہزاروں پیشگوئیوں اور قرآن کریم کے قائم کردہ معیاروں سے وہ اپنی صداقت پیش کر رہا ہو۔ اسکے مقابلہ میں ایسے نام پیش کئے جائیں جن کے دعویٰ کی بنا الہام پر نہ ہو۔ حتیٰ کہ ان کے دعویٰ کا ثبوت بھی ان کی تحریروں سے نہ ملے۔ بلکہ دوسروں کی منسوب کردہ باتوں سے ثبوت مہیا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو کسی کا اپنا شایع کردہ دعویٰ بتلائے اور نہ صرف دعویٰ بلکہ یہ بھی کہ انھوں نے اپنے دعویٰ کا دارومدار الہام پر رکھا۔ اور متواتر اور پے درپے الخ الہام کہتے رہے۔ اور واضح طور پر وہ لکھتے رہے ہوں کہ خدا ہم سے ہمکلام ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ کوئی ترقی کر جاتے اور اتنی مہلت پا جاتے اور کامیابی حاصل کر لیتے۔ تب تو بات تھی۔ مگر جن لوگوں کے حالات بالکل پردہ خفا میں ہوں ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں پیش کرنا اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت اور بیوقوفی ہو گی پھر جائے تعجب ہے۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں قرآن کریم کا قائم کردہ جو یہ معیار صداقت پیش کرتے ہیں۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔ کہ متقول علی اللہ اور مفتری علی اللہ کو مہلت قطعاً قطعاً نہیں ملتی۔ یہ لوگ مسلمان کہلا کر صرف مسیح موعود کی مخالفت کے باعث قرآن کریم کے بتلائے ہوئے معیاروں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں شخص اتنے سال جھوٹا دعوے کر کے زندہ رہا۔

پھر احادیث میں آنے والے مہدی کے متعلق جو علامات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہیں۔ وہ سب کے سب حضرت اقدس مرزا صاحب کے زمانہ میں پورے ہو گئے ہیں۔ تو کیونکر ہم آپ کے سچے ہونے سے انکار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مہدی کے متعلق ایک یہ علامت بتلائی تھی۔ جو بہت ہی زبردست ہے کہ مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں چاند کی تیرھویں رات اور سورج کی اٹھائیسویں رات کو گرہن لگیگا۔ پھر یہ پیشگوئی تھی۔ کہ عیسائی مذہب بہت زور پکڑ جائیگا۔ اور دمدار ستارا اس کے زمانہ میں طلوع ہو گا۔ اور طاعون ہو گی۔ اور قحط پڑینگے۔ غرضکہ یہ سب علامات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مہدی کے متعلق بتلائی ہیں۔ یہ جب حضرت اقدس کے زمانہ کے بعد پوری ہو گئی ہیں۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ آپ ہی وہ مہدی ہیں۔ جس کے آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی +

ظہور حسین مولوی فاضل قادیان

احمدیہ ڈائرکٹری

سلسلہ عالیہ احمدیہ جسقدر اہمیت رکھتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اور جو پیغام وہ دنیا کے لئے لیکر آیا ہے۔ وہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں پہلا ہی پیغام ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ خدا کا جلال اپنی پوری ضو کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو۔ اور ساری گردنیں اُسی معبود حقیقی کے سامنے جھک جائیں۔ وہ دنیا میں صلح و آشتی کا مقدس پیغام لیکر آیا۔ اُس کا یہ نصب العین ہے۔ کہ وہ قلوب جو دنیا پرستی میں منہمک ہو کر اطمینان قلب جیسی گراں بہا نعمت کھو بیٹھے ہیں۔ ایک دفعہ پھر اس دنیا میں بہشتی زندگی حاصل کریں۔ جس سلسلہ کا مقصد اتنا بلند ہو۔ اس کے لئے ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے افراد بھی اس روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے جس کے لئے ہر ایک احمدی پیدا ہوا ہے۔ ایک جسم منتظم کی حیثیت حاصل کرلیں۔ اور اس نعمت عظمیٰ کو جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملی ہے۔ دنیا کے ہر فرد کے سامنے پیش کردیں۔ اور اس وقت تک اس کام میں لگے رہیں جب تک کہ مقصود حاصل ہو جائے۔ یا اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ سہ

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

اس تجویز کا جو سلسلہ میرے ذہن میں ہے۔ اس کی پہلی کڑی آج میں اپنے احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس امر کا ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ تجویز حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی حاصل کرچکی ہے۔ بلکہ حضور نے یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ "بہت اچھی بات ہے۔ پہلے بھی کئی لوگوں نے ارادہ کیا۔ مگر وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکے۔ آپ اگر اس کام کو کرسکیں تو اچھی بات ہے"۔

جب یہ صورت ہے تو امید ہے کہ احباب مجھے اس کام کی تکمیل میں جہاں تک ممکن ہو سکے گا امداد دینے میں دریغ نہ فرمائینگے۔

اب یہاں محض جنکی تفصیلات کے متعلق احباب سے مشورہ مطلوب ہے۔ تجویز یہ ہے کہ احمدیہ ڈائرکٹری ہر سال مناسب و ضروری ترمیمات کے ساتھ شائع کی جایا کرے۔ اگر ایسی ڈائرکٹری ہر سال شائع ہوتی رہی۔ تو ایک نہایت مفید ذریعہ باہمی تعارف کا ہوگا۔ ورنہ صورت موجودہ میں اگر کوئی احمدی صاحب کسی شہر میں جائیں تو انہیں یہ بھی مشکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں احمدی جماعت کا وجود بھی ہے یا نہیں۔ حتیٰ کہ نمازوں کے لئے مسجد کی تلاش میں بھی دقت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک جماعت کو اپنی اپنی جگہ یہ اپنے سلسلہ کے افراد کی پوری پوری کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ جہانتک میں غور کرسکا ہوں۔ اس ڈائرکٹری میں ذیل کی معلومات کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ سلسلہ عالیہ کی تاریخ۔ حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے مابعد کے سوانح۔ اور دلچسپ حالات متعلق بہ سلسلہ اگر ممکن ہو سکے تو چند ایک ضروری فوٹو۔ جہاں جہاں احمدی جماعت ہو وہاں کے متعلق حسب ذیل معلومات۔

۱۔ نام موضع۔ تھانہ۔ تحصیل۔ ضلع۔ صوبہ۔ محل وقوع الف۔ اگر مقام خود ریلوے سٹیشن ہے تو ریلوے لائن کا نام۔ ورنہ قریبی ریلوے سٹیشن کا نام۔ فاصلہ ریلوے سٹیشن سے۔ سڑک خام ہے۔ یا پختہ۔ ذریعہ سفر۔ عام کرایہ فی سواری۔

۲۔ ب انجمن (۱) نام انجمن۔ کس محلہ میں صدر دفتر ہے (۲) تعداد ممبران
(۳) پریذیڈنٹ یا امیر جماعت۔ وائس پریذیڈنٹ۔ سکرٹری۔ امام الصلوٰۃ۔ محاسب سکرٹری۔ تبلیغ سکرٹری امور عامہ۔ دیگر عہدہ داران۔ خلاصہ نظام جماعت کسی بڑی جماعت کے متعلق۔

۳۔ ج۔ دیگر انسٹی ٹیوشنز۔ مدرسہ۔ مسجد۔ انتظام اوقات۔ علمی مجالس۔ لائبریری۔ سامان تفریح۔

۴۔ مردم شماری۔ تعداد نفوس جماعت احمدیہ۔

۵۔ کارخانجات۔ بلحاظ نادر مصنوعات مشہور دکانیں

۶۔ سربرآوردہ و معزز احمدی اصحاب مثلاً تجار۔ مالکان اراضی۔ ملازمان سرکار۔ وکلاء و بیرسٹر خطاب یافتگان آنریری مجسٹریٹ یا جج

۷۔ دیگر مقامی دلچسپ معلومات۔ مثلاً قابل دید عمارات۔ نوادرات۔

مطبوعات جدیدہ

دلچسپ پنجابی گیت پنجابی کے مشہور شاعر جناب دلپذیر صاحب بھیروی اور ان کے لڑکے ڈاکٹر منظور احمد صاحب کی حسب ذیل پنجابی نظمیں نہایت ہی عمدہ اور مزیدار ہیں۔ جو پنجاب میں مروجہ پنجابی گیتوں کے وزن اور طریق پر بنائی گئی ہیں۔ اور جن میں تبلیغ احمدیت کی گئی ہے۔ پنجابی اصحاب کو انہیں ضرور منگانا چاہئیے۔ اور بچوں کو حفظ کرانی چاہئیں۔ تاکہ وہ پنجابی کے گندے اور بیہودہ اشعار کی نسبت تبلیغی اشعار پڑھا کریں۔ مستورات کے لئے بھی یہ نظمیں نہایت دلچسپ ہیں۔ عام طور پر پڑھنے کے علاوہ بیاہ شادیوں کی تقریب پر ان اشعار کو پڑھنا چاہئیے۔ نظمیں حسب ذیل ہیں۔ دربار مہدی ۳/ چٹھی مہدی ۱/ چندڑی اور روحانی چرخہ ۱/ چٹھی مسیح ۱/ مرزا مہدی ۱/ نیزہ احمدی ۳/ کفر توڑ ۲/ منارۃ المسیح ۱/ گھڑیال احمدی ۱/
یہ کتابیں نصیر بک ایجنسی قادیان سے مل سکتی ہیں۔

مطلع الانوار یا مسدس گوہر جناب ماسٹر نعمت اللہ خاں صاحب گوہر کی بہت دلچسپ نظم ہے جس کا کچھ حصہ انہوں نے سالانہ جلسہ پر بھی سنایا تھا۔ اس میں آیتہ خاتم النبیین کی جامع تفسیر فصیح و بلیغ نظم میں بیان کی گئی ہے۔ تبلیغ کے لئے مفید چیز ہے۔ قیمت فی ۲/ زیادہ تعداد میں ۱/ مرکو محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان سے احباب منگوائیں۔

جدید تقویم احمدی سنہ ۲۳ احمدی جناب حکیم خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب۔ تاجر نے سال رواں کی سنہ احمدی کی جنتری شائع کی ہے۔ مہینوں کے احمدی نقطہ نظر سے نام رکھے ہیں۔ مختلف معلومات بھی کثرت سے درج ہیں۔ احباب ضرور خریدیں۔ قیمت ۲/ ملنے کا پتہ خواجہ معین الدین صاحب قادیان

سرمہ چشم بے نمازاں جناب مولوی نظام الدین صاحب مبلغ کشمیر نے اس نام کی کتاب شائع کی ہے۔ نماز کی اہمیت ایسے لوگوں کیلئے ثابت کی گئی ہے جو نماز کے پابند نہ ہوں۔ قیمت ۲/ ہے اور مولوی صاحب سے قادیان کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ دوم زیرہ

مقدمہ نمبر ۸۶۸ بابت ۱۹۲۳ء

بھا ہیال ولد سادن مل ذات سود ساکن دھرم کوٹ تحصیل زیرہ مدعی

بنام

رالیا ولد پیرا ذات گوجر ساکن براہو کے تحصیل زیرہ مدعا علیہ

دعویٰ ۱۴۸ روپیہ بروئے تمسک

بمقدمہ مندرجہ صدر درخواست وبیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور دیدہ دانستہ تعمیل سمن وحاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا اصالتاً یا وکالتاً کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ جنوری ۱۹۲۳ء بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط بخط انگریزی

(مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ چہارم زیرہ

مقدمہ نمبر ۱۱۸۴ بابت ۱۹۲۳ء

متھرا مل پسر موتی مل ذات اروڑہ ساکن پھیرو کے تحصیل زیرہ مدعی۔

بنام

شادی پسر ویرو ذات چوہڑہ پیشہ سیپ ساکن پھیرو کے تحصیل زیرہ حال آباد چک نمبر ۳۷۱ ڈاکخانہ و علاقہ گوجرہ ضلع لائل پور مدعا علیہ

دعوے معہ ۵ روپیہ بروئے تمسک

بمقدمہ مندرجہ بالا صدر درخواست وبیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن وحاضری عدالت سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط افسر عدالت بخط انگریزی

(مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج درجہ چہارم زیرہ

مقدمہ نمبر بابت ۱۹۲۳ء

تیلو رام ولد بھگوان مل و رام پرتا پا ولد شادی رام اقوام اگروال ساکنان کوٹ عیسیٰ خاں تحصیل زیرہ مدعیان

بنام

سلیمان ولد سلام ذات رائیں ساکن جعفر والہ تحصیل زیرہ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ مالمنہ ۱۲۰ روپیہ اصل وسود بروئے تمسک

بمقدمہ مندرجہ صدر درخواست وبیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن و حاضری عدالت ہذا سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۱ فروری ۱۹۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا اصالتاً یا وکالتاً کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۲۳ء بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط افسر بخط انگریزی

(مہر عدالت)

سنہ احمدی کا اجرا

جدید تقویم احمدی پر ریویو

از جانب مولانا محفوظ الحق صاحب علمی مولوی فاضل

حضرت احمد الصادق الموعود علیہ السلام کی یادگار خلافت حضرت اولوالعزم فضل عمر کے عہد مبارک کی عظیم الشان ضروری اور مطلوبہ تجویز ہے۔ سب سے پہلے احمدیہ جلسہ سالانہ سے آغاز سنہ احمدی کیا گیا ہے۔ یہ مبارک سنہ حضرت احمد اور احمدی قوم کے زبردست واقعات کو وضاحت سے بیان کرنیوالا اور احمدی تاریخ کو علی وجہ الکمال محفوظ رکھنے والا ہے۔ فی الحال جنتری ۱۳۲۳ سنہ احمدی تیار ہے۔ جو سنہ رواں کے متعلق ہے۔ اس جنتری میں سنہ ہجری عیسوی۔ بکرماجیتی بھی برائے مطابقت درج ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جان نثاران حضرت احمد علیہ السلام ضرور اس تقویم کو ہاتھوں ہاتھ لینگے۔ پس یہ نیا تحفہ ہر گھر میں ہونا ضروری ہے اور سنہ احمدی کا رائج کرنا آپ حضرات کا فرض ہے۔ ۴۰ صفحہ کی کتاب ۲۰×۲۶ ولایتی کاغذ قیمت عام اشاعت کے لئے بجائے ۴ر کے صرف ۳ر وی پی میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اس لئے خط میں ۳ر کے ٹکٹ بھیجکر تقویم پہونچ جاویگی۔ فوراً طلب فرمائیں۔ ملنے کا پتہ

خواجہ معین الدین احمدی مہتمم جدید تقویم احمدیہ
قادیان

ہندوستان کی خبریں

مزید اصلاحات کے متعلق وزیر ہند کا گول جواب

دہلی ۲۴ جنوری۔ اسمبلی نے سکرٹری آف سٹیٹ کو لکھا تھا کہ ہندوستان نے ذمہ وار گورنمنٹ میں کافی ترقی کی ہے۔ اس لئے اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ موجودہ کانسٹی ٹیوشن میں ۱۹۲۹ء سے پہلے مناسب تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مراسلے کے جواب میں سکرٹری آف سٹیٹ کا جو پیغام موصول ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔

میں گورنمنٹ ہند کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایسے قلیل عرصہ میں مجھ سے اس اہم سوال کے خاطر خواہ جواب کی امید نہیں کرسکتے۔ مجھے اس امر پر حیرت ہوتی اگر گذشتہ ستمبر میں اسمبلی کا کوئی ممبر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ موجودہ اصلاحات سے جو کچھ سیکھا جا سکتا تھا۔ وہ انہوں نے چھ مہینے کے عرصہ میں سیکھ لیا ہے۔ اس کے علاوہ ممبران نے بحث کے دوران میں جو دلائل پیش کی تھیں۔ وہ میری رائے میں ایسی تھیں کہ ان سے سوال کی معقولیت میں فرق آجاتا ہے۔

اس کی تین وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ ممبران نے کہا کہ موجودہ کانسٹی ٹیوشن کے ماتحت ترقی کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں مزید ترمیم ہونی چاہئے۔ میری رائے میں ایسا فرض کر لینا غلطی ہے ۱۹۱۹ء کے ایکٹ نے گورنمنٹ ہند کے طرز حکومت میں عظیم تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ موجودہ طرز حکومت ترقی کن ہے۔ اور ممبر اس ایکٹ کی سپرٹ کے مطابق بہت کام کرسکتے ہیں۔ دوم یہ کہ اگرچہ اسمبلی اور اسمبلی کے ممبران نے بہت شاندار کام کر دکھایا ہے۔ اور بعض موقعوں پر بڑی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ تاہم رائے دہندوں کی قابلیت کا ابھی تک کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ اس قلیل عرصہ میں اور صرف ایک تجربہ سے ہم یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ رائے دہندوں کو کافی تعلیم حاصل ہو گئی ہے۔ آئینی نشو و نما کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی تہ میں زبردست پبلک رائے کام کرتی ہو اور یہ طاقت رائے نہ صرف لیجسلیچروں میں ظاہر ہونی چاہئے۔ بلکہ رائے دہندوں کو بھی اس کی اہمیت کا علم ہونا ضروری ہے۔ جب تک یہ بنیاد پختہ نہ ہو تب تک کوئی ترقی کرنا ناممکن ہے۔ اور اگلی قسط منظور کرنے سے ترقی معکوس کرنے کا اندیشہ ہے۔ سوم یہ کہ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ موجودہ مشینری تسلی بخش کام کر رہی ہے یا نہیں۔ ۱۹۱۹ء کے ایکٹ کے مطابق نہ صرف لیجسلیچر دلہی میں بھاری تبدیلی کی گئی۔ بلکہ انگلش گورنمنٹ کی مشینری میں بھی کئی ایک اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اور گورنمنٹ کی ذمہ واریوں میں بھی بہت فرق آگیا ہے۔

اصلاحات کی کامیابی کا اندازہ ہم تب تک نہیں لگا سکتے جب تک ہم یہ معلوم نہ کرلیں۔ کہ موجودہ کونسلوں نے نہ صرف پبلک فرائض کو سرانجام دیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کی جانب بھی اپنے فرائض کو فراموش نہیں کیا۔ موجودہ سسٹم کو ہم تب تک نہیں ہٹا سکتے جب تک ہم یہ معلوم نہ کرلیں۔ کہ موجودہ کونسلوں نے نہ صرف پبلک فرائض کو فراموش نہیں کیا موجودہ سسٹم کو ہم تب ہی کامیاب کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ہندوستانیوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا ہے۔ اور تجربہ کو کامیاب بنانے میں ہر چند کوشش کی ہے۔

میں اتنا اور کہدینا چاہتا ہوں کہ جس سکیم کو تیار کرنے میں دو سال لگے تھے اس کی کامیابی کا ثبوت چھ ماہ کے تجربہ سے کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ اصلاحات پر نظر ثانی کرنا مناسب نہیں سمجھیگی۔ اس کے علاوہ چند ماہ کے قلیل عرصہ کے بعد ایکٹ میں کوئی تبدیلی کرنا غیر موزوں اور قبل از وقت ہوگا۔

ہندوستانی ملازمتوں کے متعلق شاہی کمشن کا قیام

دہلی ۲۵ جنوری۔ لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں سر ملکم ہیلی نے اعلان کیا کہ ملک معظم کی حکومت نے ہندوستانی محکموں کے متعلق شاہی کمشن مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے یہ معین طور پر فیصلہ نہیں ہوا کہ کمشن کے قواعد و ضوابط کیا ہیں۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ کمشن سے یہ توقع کی جائیگی۔ کہ ان امور کو خاص طور پر ملحوظ رکھے کہ معیار حکومت ملک معظم کی حکومت کے مطابق قائم رہے۔ اور ہندوستانیوں کو حکومت کے ہر محکمہ میں زیادہ کثرت سے شریک کیا جائے۔ قانون حکومت ہند کے لحاظ کا موجودہ نظام جو تجویز ہوا اس کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ اور ملازمت کے انتظام اور

عام شرائط کی تحقیقات کی جائے۔ اور یہ دریافت کیا جائے کہ حالات موجودہ بالا میں نسلی کشش حکام کے قیام یا بھرتی کا کونسا طریقہ بہترین ہے۔

وزیر ہند خلاف ملامت کا ووٹ

دہلی ۲۶ر جنوری۔ سرکاری ملازمتوں کے متعلق شاہی کمیشن مقرر کرنے پر لیجسلیٹو اسمبلی نے وزیر ہند کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس کیا ہے۔

وزیر ہند کے خلاف دعویٰ

ڈاکٹر جگن ناتھ ایل ایل ایم لاہور نے وزیر ہند کے خلاف ایک لاکھ روپیہ کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ کیونکہ ریل گاڑیوں کے اژدہام سے ان کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

ایک ہندوستانی کا تقرر بطور ہائی کمشنر

دہلی ۲۶ر جنوری۔ مسٹر ڈی۔ ایم دلال ممبر انڈیا کونسل جو اب انچکیپ کی کمیٹی میں کام کر رہے ہیں۔ ہائی کمشنر کے منصب جلیلہ پر سرفراز کئے گئے ہیں۔

اطالوی سفیر متعینہ کابل کی سیاحت ہند

پشاور ۲۷ر جنوری۔ اطالوی سفیر متعینہ کابل ملک کی سیاحت کے لئے ہندوستان آ گئے ہیں۔

ریاست لمبڈی میں بد امنی

احمد آباد۔ ۲۷ر جنوری

کاٹھیاواڑ کے دیہات میں بد امنی پھر شروع ہو گئی ہے۔ لمبڈی ریاست کے دو دیہات لوٹ لئے گئے ہیں۔ ریاست نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں مسلح نگرانی کا مشورہ دیا گیا ہے۔

موکامہ (بہار) میں حوالات پر حملہ

اخبار ایکسپریس بانکی پور کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گزشتہ اتوار کو کثیر آدمیوں کا ایک ہجوم زبردستی موکامہ حوالات میں داخل ہو گیا۔ اور کئی زیر تجویز قیدیوں کو نکال کر لے گیا۔

گورنر پنجاب کا میونسپل ایڈریس لینے سے انکار

حضور گورنر پنجاب ۲۳ر جنوری ۱۹۲۳ء کو بھوانی ضلع حصار میں بغرض دورہ تشریف لیگئے۔ وہاں کی میونسپلٹی کے میونسپل کمشنر اہالیان بھوانی کی خواہشات کے خلاف ان کو ایڈریس دینا چاہتے تھے۔ مگر گورنر صاحب نے خود ایڈریس لینے سے انکار کر دیا۔

غیر ممالک کی خبریں

معاہدہ لوزان یکم فروری کو پیش ہو گا

لوزان۔ ۲۵ر جنوری۔ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ یکم فروری کو کانفرنس کے مکمل اور بھرے اجلاس میں معاہدہ ترکی کے سامنے پیش کر دیا جائیگا۔ اس ہفتہ کے اختتام پر تمام مندوبین لوزان سے چلے جائیں گے۔ لیکن اگر ترکوں نے تشریحات کا مطالبہ کیا تو ہر وفد کا ایک نمائندہ وہاں رہیگا۔ اگر ترکوں نے معاہدہ پر دستخط کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تو وفود کے نمائندے دستخط کرنے کے لئے لوزان واپس آ جائیں گے۔

ترکوں کا عجیب مطالبہ

لوزان۔ ۲۴ر جنوری۔ قبروں کے کمیشن کے اجلاس میں ترکوں نے مطالبہ کیا کہ گیلی پولی کی بعض قبروں سے مردے نکال کر لے جائیں۔ کیونکہ گیلی پولی کے قبرستان ذرا چھوٹے ہو جائیں۔ برطانی وزیر نے کہا۔ کہ یہ مطالبہ ہیبت ناک ہے۔ اور اس مسئلہ پر قطعاً بحث نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک قبروں کی حفاظت ... کا یقین نہ دلایا گیا۔ برطانی فوجیں بالکل نہ ہٹیں گی۔

فرانس کا الٹی میٹم جرمنی کو

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ ایکو ڈی پیرس کا بیان ہے کہ فرانس نے کوئلہ کے متعلق جرمنی کو الٹی میٹم دیا اور تین دن کی مہلت دی ہے اگر جرمنی نے کوئلہ دینے کی تجویز سے انکار کر دیا تو روہر کا علاقہ جرمنی سے علیحدہ کر دیا جائیگا اور فرانسیسی گورنر جنرل کے ذریعہ اس کا انتظام کیا جائیگا۔

جرمنی میں فوجی بھرتی کیلئے جوش

برلن۔ ۲۵ر جنوری۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ جرمنی کے بہت سے حصوں سے نوجوان فوجی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ حکومت نے ان کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اپنے اپنے کاروبار کو جاری رکھیں۔ کیونکہ مقررہ تعداد سے زیادہ بھرتی نہیں کی جا سکے گی۔

روہر قبضہ کے فرانس کا خرچ

پیرس۔ ۲۶ر جنوری۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ روہر کے علاقہ پر قبضہ کرنے میں اب تک ساڑھے چار کروڑ فرانک صرف ہو گئے ہیں۔

وزیر اعظم ایران کا استعفیٰ

پاؤنیر کا نامہ نگار طہران سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ قوام السلطنۃ کا اعتماد زائل ہو جانے کے باعث ۱۸ر جنوری کو وزارت ٹوٹ گئی۔ اور پارلیمنٹ کے بہت سے ارکان نے استعفے پیش کر دئے۔ قوام السلطنۃ نے ۲۴ر جنوری کو استعفیٰ پیش کر دیا۔ جو غالباً منظور ہو جائے گا۔

کینیا کے ہندوستانی

نیروبی۔ ۲۶ر جنوری۔ مقامی ہندوستانیوں کو آغا خان کا برقی پیغام موصول ہوا ہے جس میں مشورہ دیا جا چکا ہے۔ کہ آئینی ذرائع کی پابندی سے کسی حال میں بھی کنارہ کشی اختیار نہ کی جائے۔ کیونکہ غیر آئینی حرکت ان کے مقاصد کو نقصان پہنچائے گی۔

لوزان کی بے نتیجہ کانفرنس

لوزان۔ ۲۷ر جنوری۔ ۲ مہینے کی کارروائی کے بعد مجلس مصالحت ختم ہونے کے قریب ہے۔ لیکن متعدد اہم مسائل پر اتحادیوں اور ترکوں کے درمیان جھگڑے دلیپ کے دلیپ موجود ہیں۔ آج جن مسائل پر بحث ہوئی ان سے یہ ظاہر ہو گیا کہ کسی طرح کا معاہدہ ممکن نہیں ہے۔ ترکوں نے تلافی کے تمام مطالبات سے صریح انکار کر دیا ہے۔ برخلاف اس کے وہ خود ان جہازات کے لئے تاوان طلب کر رہے ہیں جو ۱۹۱۴ء میں گرفتار کر لئے گئے تھے۔ نیز یہ مطالبہ کیا کہ وہ ترکی سونا جو اتحادیوں کو جرمنی سے ملا ہے۔ واپس دینا چاہیئے۔

خزائن مدینہ کی واپسی کا مطالبہ

لوزان۔ ۲۶ر جنوری۔ آج بہ حیثیت آثار قدیمہ کے اجلاس میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۹۱۷ء میں ترک مدینہ منورہ سے بہت سا خزانہ و تبرکات نبوی قسطنطنیہ لے گئے تھے۔ اور جنگ کے خاتمہ پر اسکو واپس کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کی واپسی کا مسئلہ پیش ہوا۔ حکومت برطانیہ کے مندوبین نے شاہ حجاز مسلمانان ہندوستان کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے اسلامی طاقت ہونے کی حیثیت سے اس بات پر زور دیا کہ ان خزائن کا جائز مالک شاہ حجاز ہے۔ ترکی کو چاہیئے۔ کہ معاہدہ میں ان